چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں

چند آفاقی دلائل کا جائزہ

مولوی محمد شہاب الدین صاحب ندوی بنگلوری (اسلامیہ لائبریری چک باناور - بنگلور نارتھ)

(۷)

اختتامیہ

قرآن اور اسرار ربوبیت

یہ بات خوب سمجھ لینی چاہئے کہ قرآن مجید میں جو تمام چیزوں کا بیان ہوا ہے۔ (تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ) تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام دنیوی علوم و فنون کے جملہ مسائل، یا مادہ و انرجی کی ایک ایک ادا اور ایک ایک حرکت کا بیان ہوگا۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید سائنس، یا کسی مخصوص فن کی کوئی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اصل موضوع چونکہ درس انسانیت" (فکری و عملی زندگی میں انسان کی ہدایت و رہنمائی) ہے اس لیے اس میں صرف انہیں امور و مسائل کا بیان ملے گا جو اس "درس انسانیت" کے لیے معین و مددگار بن سکتے ہوں مزید تنقیح کے لیے ملاحظہ ہو "قرآن مجید اور سائنس"۔

دوسری حیثیت سے چونکہ کتاب الٰہی کا اولین تعارف "الحمد للہ رب العلمین" کے الفاظ سے کرایا گیا ہے یعنی سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کی ربوبیت کا بیان ہوا ہے، اس لیے نظام کائنات سے متعلق تمام قرآنی بیانات دراصل اسرار ربوبیت وا کرنے کی غرض سے مذکور ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نظام کائنات (التذکیر بآلاء اللہ) کے بیان کے دوران جگہ جگہ اس قسم کے الفاظ ملتے ہیں: "ذٰلِكُمْ رَبُّكُمْ" یا "اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي" وغیرہ۔ گویا کہ قرآن مجید میں نظام کائنات کے انہیں اسرار سربستہ کا بیان ملے گا جو کسی نہ کسی حیثیت سے ربوبیت کے اہم مسائل یا اسرار ربوبیت کو اجاگر کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ صفحات گزشتہ کی تفصیلات سے واضح ہوگیا۔

اور تیسری حیثیت سے ان اسرار ربوبیت کے اظہار وانکشاف کی ایک اہم ترین غرض و غایت علم الہٰی کی ازلیت کا آفاقی نظارہ کرانا بھی ہے۔ جیسا کہ حسب ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے

اَوَ لَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ۔ — کیا اللہ کائنات کے سینے میں موجود شدہ تمام (اسرار) کا جاننے والا نہیں ہے؟ (عنکبوت: ۱۰)

اَوَ لَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَہِیْدٌ۔ — کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ تیرا رب (اس عالم آب وگل کی) ہر چیز سے آگاہ و باخبر ہے؟ (حم سجدہ: ۵۳)

درس انسانیت

ان اسرار ربوبیت کے بیان کرنے کی اصل غرض و غایت یہ ہے کہ نوع انسانی کو اس بات پر متنبہ کر دیا جائے کہ تم کائنات کے جس علم (سائنس) پر نازاں و فرحاں ہو اور اپنی ذاتی تفتیش کے باعث جن اسرار تک تمہاری رسائی اس وقت (بیسویں صدی میں) ہو سکی ہے ہم ان اسرار و معارف کو اس وقت سے جانتے ہیں جبکہ یہ کائنات ابھی عالم آب و گل کی منزلیں بھی نہیں طے کر پائی تھی لہٰذا تمہیں ہماری عظمت و برتری کا اعتراف کرتے ہوئے ہماری بارگاہ میں جھک آنا چاہیئے، اور فخر و تکبر ترک کر کے زمین پر ایک انسان کی طرح چلنا چاہیئے۔ جیسا کہ فرمایا۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۔ — اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں (اترائے بغیر) اور جاہل ان کے منہ آئیں تو کہدیتے ہیں تم کو سلام۔ اور وہ لوگ جو راتوں میں اپنے رب کے حضور سجدہ و قیام میں لگے رہتے ہیں (فرقان: ۶۳-۶۴)

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ — اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جب وہ خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ وہ

حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا۔

دونوں کے درمیان اعتدال پر رہتے ہیں۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود نہیں پکارتے اور اللہ کی حرام کی ہوئی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ زنا کرتے ہیں، اور جو کوئی اس کا مرتکب ہوگا وہ سزا بھگتے گا (فرقان: ۶۷۔۶۸)

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔

اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو بے ہودہ باتوں میں نہیں پڑتے (یا جھوٹی گواہی نہیں دیتے) اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں (فرقان: ۷۲)

یہ قرآنی جواہر پاروں کی ایک جھلک ہے جو موجودہ بگڑی ہوئی انسانیت کی کردار سازی اور تعمیر سیرت کے لیے ایک عالمی منشور اور آب حیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔

ایک عظیم وارننگ

غرض قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی نظام کائنات سے متعلق کوئی انکشاف ملتا ہے تو اس کی حیثیت محض مجرد معلومات بہم پہنچا دینا نہیں ہوتا بلکہ اس میں ایک تذکیری (التذکیر بآلاء اللہ) پہلو بھی شامل ہوتا ہے۔ یعنی اس کے ذریعہ یا اللہ تعالیٰ کی کسی نعمت کو یاد دلا کر انسان کو شکر گزاری کے جذبات پر آمادہ کرنا مقصود ہوتا ہے یا کسی بات پر متنبہ کرکے ڈرانا اور دھمکانا۔ گویا کہ "ربانی انکشافات" ہمیشہ ترغیب و ترہیب کے لباس میں جلوہ گر ہوتے ہیں جن میں بہت سبق آموز پہلوؤں کو بے نقاب کیا جاتا ہے یا دوسرے لفظوں میں اسباق و بصائر سامنے لائے جاتے ہیں۔

اس لحاظ سے وہ آیات جو خلائی عہد سے متعلق اوپر کے صفحات میں مذکور ہو چکیں ان میں موجودہ نوع انسانی کے لیے اسی قسم کا ایک سبق بلکہ ایک عظیم وارننگ موجود ہے۔ چنانچہ۔

اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کیا ان لوگوں کو زمین، آسمانوں اور فضاؤں

وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ۔ جُنْدٌ مَا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ۔

خلاؤں پر غلبہ حاصل ہو چکا ہے، اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ وہ رسیوں کے ذریعہ اوپر چڑھ جائیں۔ یہ ایک حقیر سا لشکر ہے جو وہاں پر موجود لشکروں سے شکست کھا جائے گا۔

(ص : ۱۰-۱۱)

ان آیات کے انداز بیان اور اسلوب نگارش سے یہ حقیقت صاف صاف واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن عظیم جو نوع انسانی کو دیگر اجرام سماوی میں پہونچنے کی دعوت دا جازت دیتا ہے تو اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ خلائی دور کا آغاز کوئی مبارک عہد کا آغاز ہے یا انسان کا دوسرے سیاروں پر پہونچنا اور انہیں مسخر کرکے قابل رہائش بنا لینا کوئی مستحسن اقدام اور قابل تعریف کارنامہ ہے بلکہ اس کی دوربین نظروں میں یہ سارا کھیل ایک فوجی ڈرامے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا کیونکہ وہ خلائی مسافروں کو "جندما" کا سرٹیفکٹ عطا کرکے موجودہ خلائی پروازوں کی نوعیت کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے کہ یہ مہم کوئی پرامن تحقیق و تفتیش ہرگز نہیں بلکہ فوجی وعسکری نوعیت کی حامل ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج انسان دراصل "خلافت ارضی" کی ذمہ داریوں سے گریز و فرار کی راہ اختیار کرتے ہوئے، اجرام سماوی پر کمندیں پھینک رہا ہے، روس و امریکہ ایک دوسرے سے لرزاں وترساں اپنے بچاؤ اور دفاع کی خاطر دوسرے سیاروں کی طرف پناہ کی تلاش میں بھاگ رہے ہیں، روبلوں اور ڈالروں کا بے دریغ استعمال بلکہ اسراف وتبذیر کی گرم بازاری ہو رہی ہے جو بلا وجہ نہیں ہے پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج کرۂ ارض پر بے شمار بری وبحری فوجی اڈوں کی تعمیر اور زمین کے اردگرد ہزاروں مصنوعی سیاروں کی گردش اور اس کے امکانی خطرے[۱] کے پیش نظر آج کرۂ ارض بالکل غیر محفوظ بن گیا ہے بلکہ ایک غیر یقینی اور دھماکہ خیز

---

[۱] مثلاً ان مصنوعی سیاروں کو ہائیڈروجن بموں سے لیس کرکے چاند یا خلا میں بیٹھ کر زمین کے جس حصے کو چاہے آن کی آن میں تباہ کرکے قیامت برپا کی جا سکتی ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

صورت حال پیدا ہوگئی ہے۔

غرض آج دنیا کے تمام سیاسی حالات وواقعات اور بڑی طاقتوں کی باہمی کش مکش اور رقیبانہ صورت حال اِس قرآنی بیان کی تصدیق وتائید کر رہے ہیں۔ مزید تفصیل اور قرآن کی صداقت پر قطعی دستاویزی ثبوت وشہادت کے لیے ملاحظہ ہو میرا مقالہ "خلائی پروازوں کا مقصد کیا ہے [۱]"

پھر قرآن عظیم ایک دوسرا سنسنی خیز انکشاف یہ کرتا ہے کہ نوع انسانی دوسرے آباد اور ترقی یافتہ مخلوق سے معمور سیاروں (پچھلے صفحات دیکھیے) پر پہونچ کر شکست کھا جائے گا۔ گویا کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اے مغرور اور دشمن انسانیت لوگو! موجودہ خلائی پروازوں سے باز آجاؤ اور اس کرۂ ارض ہی کی زندگی پر قناعت کرتے ہوئے جس کے سینے پر ہم نے ہر قسم کی آسائشیں پھیلا رکھی ہیں۔ پر امن بقائے باہم یا "جیو اور جینے دو" (LIVE AND LET LIVE) کے اصول پر عمل پیرا ہوجاؤ، ورنہ تمہارا دردناک اور ناقابل تصور انجام بالکل قریب ہے۔ یہ ہے قرآن عظیم کی زبردست ترین وارننگ اور قبل از وقت انتباہ۔

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ۔ اور ہم نے سبق آموزی کے لیے قرآن کو سہل بنادیا ہے پس ہے کوئی چونکنے والا! (قمر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

یہی وجہ ہے کہ روس اور امریکہ چاند اور دیگر سیاروں کو فوجی قلعوں میں تبدیل کرنے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت اور بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ورنہ محض ایک تحقیقی مشن پر بے دریغ روپیہ صرف کرتے ہوئے جنون اور دیوانگی کی حد تک اس مہم میں مشغول ہوجانا ایک لغو اور مہمل بات ہے۔

[۱] یہ مقالہ سہ روزہ "دعوت" دہلی میں ادھوری شکل میں شائع ہوچکا ہے۔ اور عنقریب مکمل شکل میں کسی اخبار یا رسالے میں شائع ہوگا۔

آج انسان اپنے خلائی کارنامے پرجوش ہوکر بغلیں بجا رہا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ چاند اور دیگر سیاروں پر پہونچ کر بالکل محفوظ ہو جائے گا۔ مگر یہ ایک طفلانہ خوش فہمی ہے جس پر قدرت ہنس رہی ہے اور کارکنان قضا و قدر قہقہے لگا رہے ہیں کہ لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔

إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا وَأَكِيدُ كَيْدًا. فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا.

یہ لوگ بھی ایک چال چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔ لہٰذا منکرین کو مہلت دو اور انہیں کچھ دنوں کے لیے) چھوڑ دو (طارق: ۱۶-۱۷)

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ

اور تم نہ زمین میں اللہ کو عاجز و بے بس کر سکتے ہو نہ آسمان میں (یعنی تم کسی بھی ستارے یا سیارے پر پہونچ جاؤ مگر تم قضائے الٰہی سے بچ نہیں سکتے (عنکبوت: ۲۲)

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ.

پس جب امر الٰہی آجاتا ہے تو قوموں کی قسمتوں کا ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور باطل پرست ناکام و نامراد رہ جاتے ہیں (مؤمن: ۷۸)

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ.

کوئی قوم نہ اپنی مقررہ مدت سے آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے ہٹ سکتی ہے (مؤمن: ۴۳)

اور سورۂ رحمٰن میں راکٹ سازی کا تذکرہ کرنے کے بعد ہی کہا گیا ہے:

يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّن — اے جنو[1] اور انسانو! تم پر شعلوں بھری آگ اور دھویں[2]

---

[1] طبقہ جنات کے وجود کا ایمان افروز نظارہ کرنا ہو تو ملاحظہ فرمائیے "راکٹوں کی کہانی قرآن کی زبانی"۔ [2] "شواظ" آگ کے شعلے کو کہتے ہیں اور "نحاس" ایسے دھویں کو جس میں شعلہ نہ ہو۔ اس لحاظ سے "شواظ من نار" کے وسعت مفہوم میں موجودہ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور خصوصیت کے ساتھ نیپام بم وغیرہ سب کچھ آجاتے ہیں۔ اور "نحاس" کا اطلاق خاص کر زہریلی و ہلاکت خیز گیس پر ہوتا ہے جس کا آج موجودہ بڑی طاقتیں ذخیرہ کر رہی ہیں۔ واضح رہے کہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ میں)

نَارٍ وَّ نُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ ۔	(کے گولے) چھوڑے جائیں گے مگر تم اپنا بچاؤ نہ کرسکوگے
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبَانِ ۔	پس تم اپنے رب کے کن کن کرشموں کو جھٹلاؤ گے؟
	(رحمٰن: ۳۵ - ۳۶)

چنانچہ منکرین و معاندین اور "خلافت ارض" کی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرنے والے جبار و متکبر اور دشمن انسانیت لوگوں کا یہی انجام ہونا چاہیئے۔ اور "سنت الٰہی" کی یہ تمام کارگزاریاں بھی دراصل "ربوبیت" کے فرائض میں داخل ہیں۔ اس لحاظ سے سورۂ رحمٰن کی ان آیات کا باہمی ربط و تعلق بالکل واضح اور منطقی نوعیت کا ہے۔ غرض سورۂ قمر میں جہاں پر قرب قیامت اور "سنت الٰہی" کا تذکرہ کرکے عصر حاضر کو سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہے (پچھلے صفحات ملاحظہ ہوں) وہ یہی ہے:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۝ سَیُهْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۔ وَلَقَدْ اَهْلَکْنَا اَشْیَاعَکُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ ۔	کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم سب کا مجمع ہے بدلہ لینے والا؟ تو یہ مجمع شکست کھا جائے گا اور اس کے افراد پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ اور یقیناً ہم تم جیسے بہت سوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ پس ہے کوئی سبق سیکھنے والا؟
اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِیْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا	کیا یہ لوگ یہ گمان کر رہے ہیں کہ ہم ان کے مال و اولاد میں جو اضافہ کر رہے ہیں تو گویا ہم ان کے مفاد ہی کی خاطر عجلت کر رہے ہیں؟ بلکہ انہیں (اصل معاملے کا)

(حاشیہ بقیہ صفحہ گزشتہ)

اس آیت کو مفسرین کرام نے قیامت کے دن سے متعلق مانا ہے۔ مگر ربط آیات (سیاق و سباق) سے صاف صاف یہ دنیوی حالات سے متعلق معلوم ہوتا ہے، جو دراصل ایک بین الاقوامی کشمکش کی نشاندہی کر رہا ہے۔ جس کے بعد دنیا کی تباہی اور قیامت کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ مطلب یہ کہ قیامت کے وقوع سے پہلے ہی یہ واقعہ ہو جائے گا۔ یہ ہے "فیہ ذکرکم" کا نظارہ۔

يَشْعُرُوْنَ۔	شعور نہیں ہے۔ (مومنون: ۵۵-۵۶)
وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا، فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا ؕ وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ۔	اور ہم کتنی ہی بستیوں کو تباہ کر چکے ہیں جن کے باشندے اپنی معیشت پر اترا گئے تھے۔ پس وہ ہیں ان کے مسکن جو ان کے بعد کم ہی آباد ہوئے ہیں اور (آخر کار) ہم ہی وارث ہوئے (قصص: ۵۸)
وَاِذَاۤ اَرَدْنَاۤ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا	اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے خوش حال لوگوں کو (بھلائیوں کا) حکم دیتے ہیں (مگر اس کے برعکس) جب وہ بدکردار بن جاتے (اور شرارت مچانے لگ جاتے) ہیں تو ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے اور ہم اس کو تباہ و غارت کر کے رہتے ہیں۔ (بنی اسرائیل: ۱۶)
وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ○ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْۤا اَشَدَّ	اور بری چال کا وبال اس کے چلنے والے پر ہی پڑتا ہے یہ لوگ تو صرف پہلوں کے دستور (قانون جرم و سزا) ہی کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ تو تم "اللہ کی سنت" (مجرموں کو سزا دینے کا قانون) میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ اور اللہ کی سنت میں ہرگز کوئی تغیر نہ دیکھو گے کیا ان لوگوں نے زمین کی سیاحت نہیں کی تاکہ وہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا انجام کیا ہوا؟ جو قوت میں ان سے زیادہ تھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی چیز نہ اللہ کو آسمانوں (آسمانی سیاروں) میں عاجز و بے بس کر سکتی ہے نہ زمین میں (کیونکہ) وہ تو ہر بات

مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا۔ — سے آگاہ اور ہر چیز پر (کامل) قدرت رکھنے والا ہے (لہٰذا تم چاند ستاروں پر پہونچ کر خدا کی پکڑ سے بچ نہ سکو گے (فاطر: ۴۳-۴۴)

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۔ — یقیناً تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے (بروج: ۱۲)

اس موقع پر یہ حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ انسان کو صرف "خلافت ارضی" سے نوازا گیا ہے، دوسرے سیاروں کی خلافت عطا نہیں کی گئی۔ جیسا کہ فرمایا:

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۔ — اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں (بقرہ: ۳۰)

وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ؕ اِنَّ رَبَّكَ سَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ — اور وہی ہے جس نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا اور (سامان معیشت میں) ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے تاکہ اس نے تمہیں جو کچھ بخشا ہے اس میں تمہیں آزمائے (کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہو یا نہیں؟ اگر نہیں تو) تمہارا رب جلد سزا دینے والا ہے (اگر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوتے ہو تو) وہ یقیناً بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (انعام: ۱۶۵)

اس لحاظ سے انسان کا — خواہ وہ روس ہو یا امریکہ — اپنی اصل ذمہ داریوں یا منصب خلافت اور تولیت اقوام سے گریز کرتے ہوئے اپنی "حدود خلافت" سے — قدم باہر نکالنا اور دوسرے جہانوں کی "خلافت" چھیننے کی کوشش کرنا اپنے اصل حدود و منصب کو فراموش کر دینے کے مترادف ہے جو انسانیت کا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ جس کی سزا اس کو ضرور مل جائے گی۔ گویا کہ آج انسان اپنی قبر خود اپنے ہی ہاتھوں کھود رہا ہے اور اپنا گڑھا خود ہی تیار کر رہا ہے۔

پھر "خلیفہ" کے لغوی معنی ہیں: "پیچھے آنے والا"۔ مطلب یہ کہ تمام انواع حیات میں انسان زمانی حیثیت سے مؤخر ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں اس کے اور قیامت کے درمیان کچھ زیادہ فصل نہیں ہے۔ لہٰذا اس حیثیت سے بھی اب قیامت کو بالکل قریب سمجھنا چاہیئے۔ ہذا بصائر۔

قرآن ایک انوکھی انسائیکلوپیڈیا مذکورہ بالا تمام مباحث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن عظیم یقیناً عالم انسانیت کے لیے ایک انوکھی، اچھوتی، مختصر ترین، بے مثال، لافانی، بصیرت افروز اور ناقابل فراموش انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس کی ایک ایک آیت اور ایک ایک لفظ میں اسرار و معارف کے بحر زخار موجزن ہیں، گویا کہ سمندر بلکہ سمندروں کو کوزہ میں بند کر دیا گیا ہے۔ نیز ان مباحث سے یہ بھی بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ اس بحر حکمت کا مصنف بلاشبہ و بلاریب ایک ہمہ دان و ہمہ بین خدائے لم یزال و لایزال ہے۔ جس کے بیانات میں نہ کبھی کوئی ترمیم و اضافہ ہوا ہے نہ آئندہ کبھی کسی قسم کا تغیر و تبدل ہو سکتا ہے۔ بلکہ وہ ہمیشہ لازوال و غیر متزلزل سچائیوں سے آراستہ، مشام جاں کو معطر کرنے والا ایک سدا بہار گلدستۂ حیات ہے اور رہے گا:۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا	اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی کیا بلحاظ سچائی اور کیا
وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ	بلحاظ عدل و درستی۔ اس کی باتوں (اور دعووں) کو
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ -	بدلنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور وہی ہر بات کا سننے
	اور جاننے والا ہے (انعام: ۱۱۴)

اب پورا انسانی لٹریچر شاہد ہے کہ جب کسی کتاب کا ایک ایڈیشن نکالا جاتا ہے تو کچھ ہی عرصے کے بعد وہ آؤٹ آف ڈیٹ ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد ضرورت ایک نئے ایڈیشن کو نکالنے کی محسوس ہوتی ہے۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک ایک کتاب کے بیسیوں ایڈیشن نکل جاتے ہیں، مگر ضرورت پھر بھی ترمیم و اضافے کی باقی رہتی ہے۔ لیکن یہ صرف کتاب

ربانی کی خصوصیت ہے کہ وہ چودہ صدیوں سے برابر افق عالم پر پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہی ہے مگر اس میں کبھی کسی قسم کا شک وشک نہ ہوسکا۔ اور اس کے باوجود بھی وہ بالکل اپٹوڈیٹ اور تازہ ترین معلومات سے آراستہ ایک "ہمہ گیر خبرنامہ" یا "جریدۂ انسانیت" ہے جس کی نظروں سے بنی نوع انسان کی کوئی بھی "حرکت" خواہ وہ طبیعی ہو یا فطری، مذہبی ہو یا تمدنی، فکری ہو یا سیاسی، علمی ہو یا آفاقی ـــــ پوشیدہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ چودہ صدیوں پہلے بھی ایک مکمل کتاب تھی اور آج بھی ایک مکمل ترین کتاب ہے۔ کیا ایسا حیرت انگیز اور لاثانی کلام پورا عالم انسانی مل کر بھی پیش کرسکتا ہے؟۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے اس کلام کو گڑھ لیا ہے؟ کہو "کہ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو اس طرح کی کوئی ایک ہی سورت پیش کرو" اور (اپنی مدد کے لیے) اللہ کے علاوہ جس کو چاہو بلالو۔ (یونس: ۳۸)

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۔ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ۔ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ۔

ن، اور قلم شاہد ہے، اور لوگوں کی تحریریں شاہد ہیں کہ (اے محمد!) تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں ہو بس عنقریب تم بھی دیکھ لوگے اور یہ لوگ بھی دیکھ لیں گے یا ان کے توسط سے پوری نوع انسانی دیکھ لے گی) کہ تم میں سے خبطی وسودائی کون تھا؟ جو قرآن کو محمد کا گڑھا ہوا کلام بتایا کرتا تھا (قلم ۱-۲ اور ۵-۶)

یعنی پورا انسانی لٹریچر شاہد ہے کہ یہ کلام کلام خداوندی ہے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی اور رسول تھے، کوئی دیوانہ یا مجنوں نہیں۔ اور آج قرآن وصاحب قرآن (صلعم) کی صداقت کا نظارہ پوری دنیا نے کر لیا۔ فللہ الحمد۔

بعض مسیحی علماء اور مستشرقین یورپ بڑے زور وشور کے ساتھ یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ قرآن

بائبل ہی سے ماخوذ یا اسی کی ایک کاربن کاپی ہے۔ اور اپنی ہمہ دانی کا ثبوت دیتے ہوئے قرآن کے بعض مقامات کی نشاندہی بھی کردیتے ہیں۔ اب ان بھلے مانسوں سے میری گزارش یہ ہے کہ براہ کرم ذرا جلدی سے تحقیقات کرکے بتائیں کہ کیا قرآن عظیم کے مذکورہ بالا انکشافات بھی بائبل ہی سے ماخوذ ہیں ؟ ـــ بائبل میں ان کی ہوا تک بھی موجود ہے ؟ ـــ یا ان کا اصل ماخذ کیا ہے ؟ اسی کو کہتے ہیں بارہ برس دلی میں رہے اور بھاڑ جھونکا کئے۔

ـــ قرآن عظیم زندہ باد ـــ

یہ ہیں قرآن کے معجزات اور آیات قرآنی کی حیرت انگیز کرشمہ سازیاں، ناقابل فراموش نیرنگیاں اور لافانی نقش و نگار جن کی آفاقی جھنکاروں سے مادیت کے ایوان لرزتے ہیں، شیعیت کی "دیوار ریدا" منہدم ہوجاتی ہے، "باطنیت" کا پردہ تار تار ہوجاتا ہے، بائبل والوں کی جہالت نمایاں ہوجاتی ہے، باطل پرستوں کی نیا ڈوب جاتی ہے، مستشرقین کا شیش محل چکنا چور ہوجاتا ہے۔ ہر قسم کی تاریکیاں چھٹ جاتی ہیں، جہالت کا آفتاب غروب ہوجاتا ہے اور "علم الٰہی" کا سورج طلوع ہوکر افق عالم پر پوری آب و تاب کے ساتھ چمکنے لگتا ہے، جس کی تابناکیوں سے نگاہیں خیرہ ہوجاتی ہیں اور جس کی ضیا پاشیوں سے پوری کائنات جگمگا اٹھتی ہے۔

(۱) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ۔ — یہ کتابِ حکمت کی آیات ہیں (یونس: ۱)

(۲) ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۔ — یہ ہیں وہ آیتیں اور حکمت سے بھرپور تذکرہ جس کو ہم پڑھ کر سنا رہے ہیں (آل عمران: ۵۸)

(۳) بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ۔ — فصیح و واضح زبان میں (شعراء: ۱۹۵)

(۴) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ۔ — صاف و واضح اور غیر پیچیدہ قرآن (زمر: ۲۸)

(۵) وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ — اور اس (کے مضامین) میں کوئی کجی (معنوی خرابی) نہیں رکھی۔ (کہف: ۱)

(۶) وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ — اور ہم نے اس قرآن میں (تمام باتیں) پھیر پھیر کر (مختلف

لِيَذَّكَّرُوْا۔

اسالیب میں) بیان کی ہیں تاکہ لوگ چونک سکیں (اسرا ۴۱)

(۷) وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

اور ہم نے نوعِ انسانی کے لیے اس قرآن میں ہر ایک چیز کی مثال بیان کر دی ہے تاکہ لوگ سبق حاصل کر سکیں۔ (زمر: ۲۷)

(۸) مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ۔

ہم نے اس کتاب میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ (انعام ۳۸)

(۹) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ۔

اور ہم نے وہ کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کی خوب وضاحت کرنے والی ہے (نحل: ۸۹)

(۱۰) وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا۔

اور ہم نے ہر چیز کی خوب تفصیل کی ہے (اسرا: ۱۲)

(۱۱) اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ۔

یقیناً یہ ایک فیصلہ کن کلام ہے کوئی ہنسی مذاق نہیں۔ (طارق: ۱۳-۱۴)

(۱۲) حٰمٓ۔ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔

حا میم۔ یہ کتاب خدائے رحمٰن ورحیم کی بارگاہ سے نازل کردہ ہے۔ ایسی کتاب جس کی آیتیں کھول دی گئی ہیں۔ اور اہل علم کے لیے فصیح قرآن ہے (حٰم سجدہ: ۱-۳)

(۱۳) الٓرٰ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

الف، لام، را۔ یہ کتاب روشن کی آیات ہیں ہم نے تمہاری سمجھ بوجھ کے لیے قرآن کو عربی زبان میں اتارا ہے۔ (یوسف: ۱-۲)

(۱۴) كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔

یہ ایک بابرکت کتاب ہے جو تمہارے پاس بھیجی گئی ہے تاکہ لوگ اس کی آیات میں تدبر کریں اور پختہ کار چونک سکیں (ص: ۲۹)

(۱۵) اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔

کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کی جانب سے نہ ہوتا تو لوگ اس میں بہت کچھ اختلاف پاتے (نسا ۸۲)

(۱۶) اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ — صرف پختہ عقل والے ہی متنبہ ہو سکتے ہیں (رعد: ۱۹)

(۱۷) فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ۔ — ہم نے اس کو آپ کی زبان میں آسان کر دیا ہے تاکہ لوگ چونک سکیں۔ پس تم بھی انتظار کرو اور وہ بھی منتظر ہیں۔ پھر معلوم ہو جائے گا کہ کس کی بات سچی ہے (دخان ۵۸۔۵۹)

(۱۸) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۔ — اور ہم نے قرآن کو سبق آوری کے لیے سہل تر بنا دیا ہے پس ہے کوئی سبق حاصل کرنے والا؟ (قمر)

(۱۹) لَقَدْ اَنْزَلْنَا اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ — یقیناً ہم نے کھلے کھلے دلائل اتار دیے ہیں اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔ (نور: ۴۶)

(۲۰) هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰي عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — وہی ہے جو اپنے بندے پر نہایت روشن دلائل اتارتا ہے تاکہ تم کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لائے اور اللہ یقیناً تم پر بڑا مہربان اور رحمدل ہے (حدید: ۹)

(۲۱) وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ — اور ہم نے یہ کتاب تم پر صرف اس لیے نازل کی ہے کہ تم لوگوں کے اختلافات کو کھول دو اور یہ تو ایمان لانے والوں کیلئے ہدایت و رحمت ہے (نحل: ۶۴)

(۲۲) قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۔ — کہو کہ اے اللہ! زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے، ظاہر و پوشیدہ کا علم رکھنے والے، تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے اُن تمام امور میں جن میں وہ مختلف ہیں (زمر: ۴۶)

(۲۳) وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ — اور زمین و آسمانوں کی پوشیدگیوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، اور تمام معاملات اسی کی بارگاہ میں لوٹ رہے ہیں۔

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ۔

اور تو اس پر اعتماد رکھ (کیونکہ) تیرا رب تیرے اعمال
سے بے خبر نہیں ہے (ہود: ۱۲۳)

(۲۴) وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔

اور ارض و سما کا کوئی سربستہ راز ایسا نہیں ہے جو (اس)
کتاب روشن میں موجود نہ ہو (نمل: ۷۵)

(۲۵) قُلْ أَنزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ
فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

کہہ دو کہ اس کتاب کو اس نے اتارا ہے جو زمین اور آسمانوں
کے تمام بھیدوں کو جاننے والا ہے (فرقان: ۶)

(۲۶) أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ
الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ۔

کیا یہ لوگ اللہ کے آگے سجدہ ریز نہیں ہوں گے جو زمین و
آسمانوں کی پوشیدہ چیز کو ظاہر کر دیتا ہے (نمل: ۲۵)

(۲۷) أَوَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِمَا
فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ۔

کیا اللہ کائنات کے سینے میں مدفون شدہ رازوں کو
جاننے والا نہیں ہے؟ (عنکبوت: ۱۰)

(۲۸) ....وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔
رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ
تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا۔

اور تیرا رب (کسی چیز کو) بھولنے والا نہیں ہے۔ وہ زمین،
آسمانوں اور ان دونوں کے درمیانی مظاہر کا رب ہے
تو اُسی کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر ثابت قدم رہ۔
کیا تو کسی کو اس کا نام بھی جانتا ہے؟ (مریم: ۶۴-۶۵)

(۲۹) قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ
وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ۔

کہہ دو کہ زمین اور آسمانوں میں غیب کی باتیں سوائے اللہ
کے اور کوئی نہیں جانتا (نمل: ۶۵)

(۳۰) لَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ كِتَابًا فِيهِ
ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ۔

یقیناً ہم نے تمہارے پاس ایک ایسی کتاب بھیج دی ہے جس میں
تمہارا تذکرہ موجود ہے۔ کیا تم نہیں سمجھتے؟ (انبیاء: ۱۰)

(۳۱) إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ۔
وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ۔

یہ قرآن سارے جہاں کے لیے ایک سبق ہے۔ اور تم اس کی
(سچائی کی) خبر ایک مدت کے بعد جان لو گے (ص: ۸۷-۸۸)

(۳۲) سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ

ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں دکھا دیں گے ان کے چاروں

وَفِیٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ
اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَلَمْ یَکْفِ بِرَبِّكَ
اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔

طرف بھی اور خود ان کے وجود میں بھی تا آنکہ اس (قرآن) کی حقانیت ان پر واضح ہو جائے۔ کیا ان کی تسلّی کے لیے یہ بات کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب (کائنات کی) ہر چیز سے آگاہ و باخبر ہے؟ (حٰمٓ سجدہ: ۵۳)

(۳۳) وَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ اٰیٰتِ
اللّٰهِ تُنْکِرُوْنَ۔

اور وہ تم کو اپنی نشانیاں دے گا پھر تم اللہ کی کن کن نشانیوں کا انکار کرو گے؟ (مؤمن: ۸۱)

(۳۴) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَیُرِیْکُمْ
اٰیٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا۔

اور کہہ دو کہ تعریف کا اصل مستحق صرف اللہ ہے جو تم کو اپنے واضح نشانات دکھاوے گا جن کو تم پہچان لو گے (نمل ۹۳)

(۳۵) خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ
سَاُورِیْکُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ۔

انسان کی فطرت میں بڑی جلد بازی رکھی گئی ہے میں عنقریب اپنے نشانات دکھا دوں گا لہٰذا تم جلدی مت کرو۔ (انبیاء: ۳۷)

(۳۶) وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ اٰیٰتٍ
بَیِّنٰتٍ وَمَا یَکْفُرُ بِهَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ۔

اور ہم نے (اے محمد) تم پر کھلے کھلے دلائل اتار دئے ہیں۔ جن کا انکار صرف بدکردار لوگ ہی کر سکتے ہیں (بقرہ: ۹۹)

(۳۷) وَمَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَآ اِلَّا کُلُّ
خَتَّارٍ کَفُوْرٍ۔

اور ہماری واضح نشانیوں کا انکار وہی کر سکتے ہیں جو عہد شکن اور ناشکرے ہوں (لقمٰن: ۳۲)

(۳۸) وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ
مِّنْ رَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ
الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

اور اس بہترین کلام کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے قبل اس کے کہ تمہارے پاس بے خبری میں اچانک عذاب آجائے (زمر: ۵۵)

(۳۹) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ
هِیَ اَقْوَمُ۔

یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی اور درست ہے (اسراء: ۹)

(۴۰) هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ۔

یہ (پوری) نوعِ انسانی کیلئے پیام (خدا) ہے۔ (ابراہیم ۵۲)